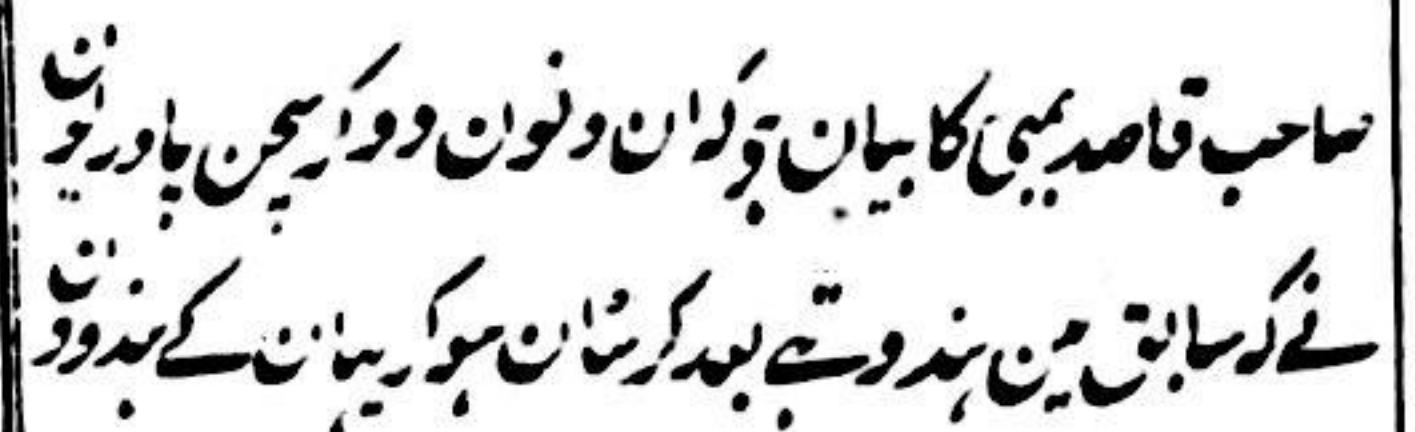




کارخانہ کو دیکھو وہ کسی ایک چیز پر منقطع ہوتا ہے اور جس
سلسلے کو دیکھو کسی ایک پرستی ہوتا ہے چنانچہ دو چار شاخیں
یعنی وہ ہوں کا کارخانہ آفتاب پر تمام ہوتا ہے اور عدد کا
سلسلہ ایک پر اور موجوں کا قصبہ پانی پر اور سوا اسکے اور بھی
بیان کے لئے سو معلوم ہوا کہ جن جہان میں پہلا وہین وہ کسی
ایک شے کے طرف مستحق چلے آتے ہیں جیسے مخروط یا زاویہ یا کاج
کے نیچے کے جانب ایک لفظ پر مستحق چلے آتے ہیں اب ہم چھو
ہیں کہ وحدت اشیا مذکورہ یہی آخر اشیا موجودہ میں سے ہے
یعنی موجود کے قسم میں سے ہے جیسے ہم تم انسان کی قسم میں سے
اور ہر اشیا مذکورہ کی وحدت کا وجود بھی عارضی ہے کیونکہ
آفتاب پانی وغیرہ کے بہت ٹکرے ہو سکتے ہیں چنانچہ ظاہر ہے
اصلی جب ہوتا کہ انکی وحدت کے طرح زائل ہو سکتی ہے کسی
طرح سے تقسیم ہو سکتی اور کثرت کی گنجائش ہوتی تو اس صورت
میں جیسے عالم کا وجود عارضی ہے یہ بھی عارضی ہوگی اور اسے
موجود اصلی کا فیض ہوگا جس کا فیض وجود عام ہے تو بیشک
اوسکو اندر وحدت ہی اصلی ہوگی اور یہی ہمارا مطلب ہے۔
بخلاف کثرت کے وہ حقیقت میں وجود کے اقسام میں سے
نہیں غلطی کے باعث اسے موجودات میں سے شمار کرتے ہیں
بلکہ جیسے وحدت کا اصل وجود ہے کثرت کا بنی عدم پر ہے
کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ نور آفتاب ایک شے واحد ہے پر اگر دیوار
میں ایک مکان کے دو روشن دان برابر برابر ہوں تو سب
بچہ کاندھیری کے ہر روشن دان کا نور جدا معلوم ہوگا
غرض کہ کثرت اندھیری کے سبب معلوم ہوتی ہے اگر اور اور

میں ہر نور کو کہا جائے کہ وہ نور کا اصل ہے
اور کہا جائے کہ اصل ہے انکو

۱۰

بچہ بن اندھیرا نہ ہونے و یاد کو مکان بچہ میں سے اور ہوا
تو سب جگہ نور ہی ہو جاوے اور یہ فرق اور امتیاز اور
تدو جس کا نام کثرت ہے باقی رہے اور چونکہ اندھیرا نور
کے ہونے کو کہتے ہیں اور یہی عدم ہے تو معلوم ہوا کہ کثرت
عدم کے باعث معلوم ہوتی ہے کچھ وجود کے اقسام میں سے
نہیں۔ باقی آئندہ

حضرت اویسر صاحب منشور محمدی سلامت

السلام علیکم۔ اب میرے روبرو اخبار نور افشان مطبوعہ
۲۰ جلائی رکھا ہوا ہے اس میں بصیغہ کار سپانڈنٹ ایک خط جملہ
راقم کوئی صاحب محمد حنیف نامی میں مندرج ہے۔ معلوم ہوا
ہے کہ محمد حنیف صاحب نے اس سوال کا جواب دیا ہے جو ایک
ہفتہ پیشتر کے اخبار نور افشان میں کسی مسلمان کے طرف
سے تحریر ہوا تھا سوال یہ تھا کہ آیتہ **قَطْعَامُ الَّذِینَ وَلُوا**
الْكِتَابِ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُ حِلٍّ لَّهُمْ سے عیسائیوں کا
کھانا جائز ہے۔ پھر مسلمان عیسائیوں کا کھانا کس لئے نہیں
کہاتے اس جواب کو لکھ کر جناب مہتمم صاحب نور افشان
اپنے طرف سے بھی کچھ لکھا ہے جنکی بے سمجھی اور سائل کی
غلط فہمی اور عجیب کا مطلب میں بیان کرنا چاہتا ہوں امید
ہے کہ آپ اپنے اخبار ہدایت شہناز میری اس مختصر تحریر
کو درج فرما کر مجھ کو معنون کریں گے۔

صاحب نور افشان تحریر فرماتے ہیں کہ اگر مضمون مذکورہ
درست ہے تو آیت پیش کردہ سائل اور ایات میں اختلاف
معلوم دیتا ہوں اس کا جواب یہ ہے کہ آیت پیش کردہ سائل

اور ان آیات میں کی طرح کا اختلاف نہیں ہے ہر صاحب کی
 بے سمجھی کا قصور ہے کہ ان میں اختلاف بتاتے ہیں۔ کیونکہ
 آیت پیش کردہ سائل فوج کے مقدمے میں ہے نہ کہ عیسائی
 کھانا کھانے یا اونٹ کے ساتھ مولات و میل جول کہنوں
 میں اس آیت شریف کا یہ مطلب نہیں کہ تمہارے چانول
 ان کو حلال ہیں اور ان کے چانول تمکو۔ یا تمہارا پکا ہوا
 کھانا ان کو حلال ہے۔ اور ان کا پکا ہوا کھانا تمکو۔ یا تمہاری
 چاروٹی ان کو حلال ہے۔ اور ان کی چاروٹی تمکو۔ اس
 آیت شریف سے ایسا نتیجہ نکالنا کمال بے علمی اور جہالت
 کی دلیل ہے۔ پس اب یہاں یہ سوال وار ہو سکتا ہے کہ
 اچھا اہل کتاب کا فوج تو اس آیت سے حلال ہو سکتا ہے
 بیشک اہل کتاب کا فوج مسلمانوں کو حلال ہے مگر سمیز
 یہ شرط ہے کہ اندری کہ نام پر فوج کیا جائے ورنہ عیسائی
 اور دوسرے اہل کتاب کا فوج بھی مسلمانوں کو اسی
 طرح حرام ہے جیسے اور مشرکوں کا کوئی عیسائی مسیح کا نام
 لیکر یا ثالث ثالثہ بولکر فوج کیا تو مسلمانوں کو اس کا کھانا
 حرام ہے۔ مجیب نے جو پہلی آیت میں نصار کا شرک
 استنباط کیا ہے اور ان کا کھانا حرام کہا ہے سو انکی غرض
 اس کہنے سے یہ ہے کہ عیسائیوں کے ساتھ مولات اور
 میل جول حرام ہے بلکہ از جملہ کفر ہے پس کہانیکا ذکر کئے
 کیا گیا کہ مقدمہ مذکور مولات سے متعلق ہے آیت دوم
 میں کفر یا ایمان قرآن نصار کا اظہار من الشمس پھر کافر
 اور مومن کی مصاحبت کی طرح ہو سیکمگی۔ تیسری آیت سے

نصارے کی مشرکیت مستتب ہے اور بیان ہوا ہے کہ باوجود شرک
 کے ان کا کھانا کی طرح حلال ہو سکتا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ
 نصاریٰ کے چانول کی طرح حلال ہو سکتے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ
 ہے کہ ان کے ساتھ ملکر کھانا کی طرح حلال ہو سکتا ہے کیونکہ
 ملکر کھانا مولات کا باعث ہے۔ علیٰ ہذا القیاس خود کا کھانا
 بھی اسلئے جائز نہیں کہ وہ بھی باعث مولات ہے۔ قرآن کریم
 تنزیل الرحمہ من الرحم کے آیات میں بے سمجھی خلاف بتانا
 کمان بیلمی پر وال ہے اور چہرہ سخن شناس زوال برخطا
 اینجاست۔

قولہ اور ہندوستان کے باہر مسلمان اہل کتاب بے اکل
 و شرب میں شامل ہوتے ہیں تو صاف معلوم ہو گیا کہ کوئی بختہ
 مسلمان ہے نہ ہوا ہوگا۔

الجواب۔ مان جو شخص اہل کتاب سے باوجود آیات مذکورہ
 پر واقف ہوئے کھانا جس کا وہ سرنام مولات سے کہا ہے
 تو وہ کچا مسلمان ہے اسکو بختہ مسلمان نہ کہیں گے۔ معلوم نہوا
 کہ نورافشان کے اس فقرے سے کہ کوئی بختہ مسلمان نہوا
 ہوگا کیا مطلب ہے اس کا مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ بے مطلب
 ہے۔ یہاں تک تو محمد خفیف صاحب کے جواب اور نورافشا
 کی بابت ہے اب میں کہنا ہوں کہ آیت پیش کردہ سائل میں
 نہ چانول وغیرہ کی حلت کا مطلب ہے۔ نہ اہل کتاب کے ساتھ
 مصاحبت اور مولات کا یہ مطلب سمجھنا بالکل دوری
 رکھنا ہے۔ فوجرگان کاٹنے کو کہتے ہیں نہ گردن ٹوڑی کو
 پس گردن ٹوڑنے کو فوج سمجھنا اور اہل کتاب کا فوج ہے

ہے کتنا گویا مژدنے اور دگان کاٹے کو ایک کرنا ہے اس
بڑا کون امتی ہوگا جو مختلف اللفظ والمعنی کو مختلف اللفظ و
متحد المعنی بناوے۔ حالانکہ قرآن مجید کے پہلے اور دوسرے
جملہ میں طعام کا لفظ وارو ہے نہ مختلفہ کا اور اضافہ طعام
کی دونوں کے اتحاد کو چاہتے ہیں دونوں جگہ قطع
ہے اور تسمیہ باسم جلالہ۔ اہل کتاب کی قید سے یہ غرض
ہے کہ مشرک اور مجوسی کا فوج کبھی درست نہیں فافہم
فقط راقم ایک مسلمان

تیرا بیمار تو مرتا ہے جیسا نا ہوگا۔

اتماس ضروری

سب حضرات مشتریان و حامیان نشر محمدی کی خدمت
بابرکات میں گزارش ہے کہ جن بزرگوں نے بلحاظ
امداد و اعانت قرطاس ہدائے سر سے لے لینا شروع
کیا ہے بلحاظ معاونت پیشگی مطبع ایک سال کی مبلنہ
روانہ کر دیں اور نیز قدیم شریون کی جنابوں میں
بھی اتماس ہے کہ اب تو نیا سال چلا جاتا ہو کہ زربقایا و سال گذشتہ
بخشے ذمہ ہے اور سکو ادا کرنے میں دیریں اور سہل نگاری
کو جو کام فرماتے ہیں میں نا وں سے نہایت ادب و انکسار
سے عرض کرتا ہوں کہ سال گذشتہ کی مبلنہ پیشگی سال
گذران ارسال فرما کے ممنون و منت بنوا دین اور جنہوں نے
تین یا چھ مہینوں کی قیمت ارسال کی ہے پورے سال کی قیمت
عنایت فرما کے مطبع کے اہتمام کی تقویت کریں فقط۔

رسید زر نشر محمدی

ہم نہایت ممنون و مشکور ہیں اودن عنایت فرماؤں کے
جنہوں نے زر مندرجہ ذیل قیمت اخبار نشر محمدی عطا فرمائی
جناب مولوی رحمتہ اللہ صاحب - - -
دیوان راجہ صاحب فٹ گری نلور - ۱۰ -
جناب رفیع الحسن صاحب کٹر - - -
اسٹنٹ کشتہ بہادر گجرات - ۱۰ -
جناب محمد اسلم خان صاحب انکسار پور گجرات - ۱۱ - ۶
جناب شہیر الدین صاحب نیو کٹر گجرات - ۱۰ - ۲

غزل از عبدالحق صاحب تحقیق

جیسے جی جسے محمد کو نہ مانا ہوگا
روٹی سکے پہلا پیسہ ہو و ناوگا
جیکو چو چیکا خدا کس لئے چور اسلام
سر زواج میں عیسیٰ کا ہو پی پکڑ
تین اقوام کا قائل ہو با حال تباہ
عالم خرم ہا ہو و مان پر کچھ اور
یا محمد ہے تیرے ماتہ میں کجا حشر
و عیسیٰ کا وہ تھا جو سچا کہا
یا محمد تیرا چور کہا جا و غیب
سو فقرت سے تیرا ہو قدیم کٹر
صدا کہتا ہوں نہیں چھپا سیکر
دوست بکھنا ہن کشنیت کو نور و تحقیق
دشمن جان مار سدا زمانہ ہوگا

کیا قبولیگا خدا شکر اہل کی مہربان

مقام سکس کوٹکھور و مطبع محمدی

مقام سکس کوٹکھور و مطبع محمدی

مسلمانوں کو مذہبِ ثلاثی علیہ پستی کی طرف دعوت کیا کرتے تھے سو اب مادی مطلق کی ہدایت سے اسلام قبول کر دوسرے مذاہب باطلہ والوں کو صراطِ مستقیم اسلام کی طرف دعوت کرتے ہیں اور شیطانی راہوں سے بچنے اور خدا کو پہلائی ہوئی صحیح راہ پر چلنے کو داعط و نا صیح بنی ہیں :

سوالات

- سوال اول خدا کی ہستی کی دلیل کیا ہو۔
سوال دوم توحید الہی کا ثبوت کیا ہو۔
سوال سوم تثلیث کے اقبال میں نقصان کیا ہے۔
سوال چہارم الہام ربانی کی شناخت کیا ہے۔
سوال پنجم اگر الہامی و غیر الہامی آیات باہم ملجا دیں تو ان میں طریقہ امتیاز کیا ہے۔

جوابات

حضراتِ ناظرین! اخبارِ پرہیزگار کی خدمت والا درجت میں گزارش ہے کہ سوالات مذکورہ بالا ایک دوست کی معرفت میری نظروں گزری اور اگرچہ یہ سوالات کچھ نئے نہیں ہیں یہ تو عظیمِ رحیم ہے کہ جو بے شمار دفعہ جوش میں آچکی ہے خصوصاً ہمارے علمائے نامدار متقدمین نے ایسے ویسے سوالوں کو ایسا کٹر کیا کہ بالکل سچ کر دیا مگر مجاہد اور جبار اللہ ہے حضراتِ متاخرین پر کہ اوکھے پر فہم رسانی یہ عقدہ ایسا حل کیا کہ قایمِ انداز کر دیا یا لیکن اس علمِ کیمیا میں ہم اپنے ہر صاحبِ فکر و لہجہ کے تصنیفات کو از حد پسند کرتے ہیں کہ رتی باون تولد اور نکاح کلام ہے اور کبریتِ لہجہ کے ہمنام ہے جناحِ مشقتِ نذیرانہ خروار ہے۔

۲ جواب اول واضح ہو کہ جب ہم کسی مکان کو دیکھتے ہیں تو بنانے والے کو سمجھتے ہیں جو نے سے لیکے بڑے تک اس جہان میں کوئی مکان نہیں کہ اس کا کوئی بنانے والا نہ ہو اور کوئی سرِ انہیں کہ اس کو کوئی جانتا والا نہ ہو اتنا بڑا مکان کہ جس کو عالم کے ہر پیلے صانع کے نہیں ہو سکتا مان اگر اس کے احوال میں تفاوت نہ ہوتا اور حاجتِ مندی کے آثار اس میں نظر نہ پڑتے تو یوں بھی کہہ سکتے کہ جیسے خدا کو سارا جہان موجود بذاتِ خود گنتی میں ایسی ہی عالم بھی اپنے آپ موجود ہے یہاں جس طرف نظر ڈالو دولتِ خواری ٹپکتی ہے فلک چاند سورج تار کو دیکھو ایک حال پر قرار نہیں کبھی سورج کبھی تاروں کبھی طلوع کبھی غروب کبھی نور کبھی گہن ہے آگ کو دیکھو تو یہ بقیہ قرار ہے کہ تہا و نہیں تہتو ہوا کا یہ حال ہے کہ کبھی حرکت کبھی سکون اور حرکت بھی ہو تو کبھی شمال اور کبھی جنوب کبھی پورب اور کبھی پھسم کو مار مار کر پھرتی ہے اور پانی کا کرہ ہوا کے دھوکے سے کہیں کا کہیں نکلا جاتا ہو اور زمین کو بے پستی کو سوا لا چاری اس درجہ کو ہے کہ اوپر کوئی ہلکتا ہو کوئی موتا ہے۔ کوئی کہووتا ہے کوئی بھرتا ہے نباتات کا کبھی چوٹا ہونا کبھی بڑھنا کبھی تر ہونا کبھی خشک ہو جانا اور سپر یا وجود آب و خاک کے ایک ہونے کو اس قدر طرہ طرہ کے برگ و بار لگتی ہیں کہ ایک دوسرے نہیں ملتا علیٰ ہذا القیاس حیوانات علی الخصوص افرادِ بشر یا وجودِ یکے سب اربع عناصر ہے سے مرکب ہیں شکل و شمائل خوبو خاصیت مزاج میں اتنے مختلف ہیں کہ کہا نہیں جاتا سپر اس کو صحیحے ہو کہ پیاس گوہ موت صحت مرض

گرمی سردی جسم و ہوا چند ایک موکل ان کو پہنچے ایسا لگاؤ زمین
 کہ جس سے شرف حیوۃ کو بھی ہر لگا جس میں حضرت انسان کے پیچھے
 تو اتنا کہ شکر کا شکر جس میں ہوا اور حیوانات کا متعین کیا کہ جس
 نے اسکی فہم و دانش کو لاچار کر کے تمام اسکی شرف عزت کو
 خاک میں ملا دیا اور جاندار تو فقط کھانے پینے کے محتاج
 ہیں کپڑا مکان گہوارا غرت منصب جاگیر مٹھے کہنے نمکین کی کچھ پرو
 نہیں رکھتا اور اسکی بغیر انکو گذر نہیں ہو سکتی حی انسان کہ با آفاق
 اشرف افراد جہان ہے اسقدر ذلیل و محکوم تھرا کہ چار طرف
 پیادگان سرکاری اسکی گردن پکڑے ہوئے ہیں اور باقی عالم
 کا آسمان سے لیکر زمین تک مجمل حال معلوم ہو ہی چکا تو پھر کونیکم
 عقل گوارا کرے کہ یہ سب کارخانہ بے سر ہے جو ایسی بات کہو کہ
 بیوقوف نہ کہتو تو اور کیا کہتو بلکہ غور کیجئے تو یوں نظر آتا ہے کہ جس
 میں کوئی خوبی زیادہ تر تھی اسکو اور دن سے زیادہ قید
 قیود میں رکھا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ بادشاہ اگر غریبوں کو قید کرے
 میں تو کہتے کہ قیدیوں کو ایک سپاہی محافظ کفایت کرتا ہے اور
 اگر بادشاہ یا امیر انکی قید میں آجاتا ہو تو گواہ سے تعظیم سے کہیں
 پر اوپر بہت پیرے اور بڑے بڑے بہادر حفاظت کے لئے
 مقرر کرتے ہیں سو جو ہم دیکھتے ہیں آسمان میں چاند سورج سے
 زیادہ اشرف کوئی نہیں نظر آتا اور زمین میں انسان سے بہتر
 کوئی معلوم نہیں ہوتا اور حقیقت میں دیکھتے تو انسان سب سے
 افضل ہے چاند سورج میں اگر نور شعاع ہے تو انسان میں نور
 عقل ہے نور شعاع سے اگر زمین و آسمان روشن ہوتا ہے تو
 نور عقل سے کون و مکان و زمین و زمان منور ہوتا ہے پھر ہم

نور اور صورت کو بنانا تو وہ نور حقیقت کو کہوتا ہو اسچیز میں
 ایک بات عجیب ثابت ہو گئی وہ یہ ہے کہ اگر نور کے سبب چاند سورج
 پرستش کے قابل ہوتے تو انسان بدرجہ اولیٰ مہبود ہوتا ہر طرف
 تماشا ہو کہ اولیٰ بانس پہاڑ کو جائیں کون کسکی عبادت کرتا ہو
 بہر حال حب الیہ الیہ و اشرف اجزاء عالم اس قلت و خواری میں
 گرفتار ہیں جس کا کچھ بچہ اوپر مذکور ہوا اور ایسا چار میں کہ ان
 قیدوں میں تعین ہیں تو بلاشبہ انکو سرسبز کوئی ایسا حاکم ہے کہ ان
 سے ہر دم مثل قیدیوں کے یہ ہنگامین لیتا ہو اور چین سے
 نہیں رہتا تا انھیں غرور نہ ہو جائے اور اور ونگوان پر بے
 نیازی کا گمان نہ ہو بلکہ ان کو خوار و دیکھ کر یہ بھی اور بھی خدا
 کو سچپان میں اور جان میں کہ یہ اسکی انتظام کی خوبی ہے کہ ان
 طرح طرح کے کار لیتا ہو اور ان پر طرم طرح کے احوان سچپا ہو
 بسینہ یہ ایسا قصہ کہ جو حاکم منظم ہوتا ہو تو ماتحت کے لوگوں
 کو فارغ نہیں رہنے دیتا اور سپر کبھی کبھی کہیں بدلتا رہتا
 ہے افسوس کہ ہوشیاروں نے اس انتظام کو دیکھ کر انتظام
 سلطنت نو سیکھا پھر یہ دیکھا کہ یہ انتظام کون کرتا ہے اور کون
 کیا ہو سو امی مہربان ہو ہر چند پیرے مونہ پر یہ بات زیب نہیں آتی
 اور اس موقع میں میری ایسی مثل ہوئی جاتی ہے کہ چھوٹا مونہ
 بڑی بات مگر گاہ باشد کہ کو دک ناوان بنی لطرہ
 ہدف زندگیرو - میری سچدانی اور اپنی ہمہ دانی پرست جاوید
 ہی اوسی قسم کی اوس صانع علی الاطلاق کی کار سازی ہے کہ
 بڑوں کو عاجز کرے اور چھوٹوں سے بڑے کام لے۔
 انقض انقلا بون کو دیکھ کر یوں سوچتا ہے کہ کوئی اور ہی مختار

ہے کہ جو چاہتا ہو سو کرتا ہے مگر یہ بات بیکے ترویک مسلم ہے کہ یہی سی بات میں اختلاف ہوتا ہو تو فہم دے اپنی فہم پر پھر دسا کر تو میں اور کلمہ ہم اسکو دیکھتے ہیں کہ جو عقل و فہم میں دوسروں سے زیادہ نظر آوین وہ عقل کے روئے کیا کہتے ہیں اور جو بے متدوی الاقدام ہوں تو یہ لحاظ رکھتے ہیں کہ زیادہ کس طرف میں القصہ جو بات عقل میں خود نہیں آتی تو اس طرح سے اسے عقل میں لاتے ہیں میں بھی اس روش پر چلتا ہوں اور اس قاعدہ کو برتا ہوں تا حضرات دہریہ کی کج فہمی اور اپنی رستی کی دلیل ہو۔ جناب من رے کے لیکر بڑے تک ہندو مسلمان انگریز یہودی بت پرست شمس پرست میں سے جسے دیکھتے اس بات پر پکا ہے کہ ہمارا کوئی خالق ہے ہم اس کے مخلوق ہیں اب تعجب ہے کہ دنیا کی بچا ہوں اور کونسلوں اور مشوروں میں تو اس قاعدہ کو پابند ہیں پر یہاں اگر فقط اس سب سے کہ صائم نظر نہیں آتا وہ بجا میں اقرار کر سکے لے دیکھنا ہی ضرور ہے تو دیوار کی پیچھے سے دھوان دیکھنا ان کا کیوں یقین کرتے ہو اور گھر میں مٹی جو صحن میں دھوپ دیکھنا آفتاب آسمان پر نکلا کیوں سمجھتے ہو اور شرک بے شرک قدم کا نشان دیکھنا کسی کی نقا کا کیوں اقرار کرتے ہو۔

جواب دوم اس قاعدہ سے جیسا زرا صائم کا ہونا ثابت ہوتا ہو بعد تفتیش کے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اسکا ایک ہوتا ہی ثابت ہوتا ہو ہر چند بظاہر یہ بات گو نہ خلاف معلوم ہوتی ہے کیونکہ نصارا یوں کہتے ہیں کہ عالم کے لئے تین خدا ہیں اور جب وہ یوں کہیں تو او کو مقابل میں اگر سارا جہان

بھی ہو تو قابل اعتبار نہیں کیونکہ وہ ایسا عقل میں کہ جسکو عقل کا شہرہ یہاں تک ہوا ہو کہ دانش فرنگ ضرب المثل ہو گئے اسی طرح اور بہت سے یوں کہتے ہیں کہ خالق خیر اور ہے اور خالق شر اور ہوا اول کو نیروان دوسرے کو آہر من کہتے ہیں اور بعض یوں کہتے ہیں کہ بندہ جو کام اپنا اختیار سے کرتا ہے اس کا خالق یہ خود ہی ہے اس سے بھی یوں سمجھا جاتا ہے کہ خالق کے ہیں ہر حال ان سب مذہبوں کی قدر مشترک یہ ہے کہ خالق کئی میں سو اس تقریر سے گواہ کہ فوہم آتا ہے کہ یہ قاعدہ یہاں نہ چلو مگر یہ ناکارہ اپنا مافی الضمیر ہی عرض کرتا ہے۔ جناب من جوابات بظاہر خلاف عقل ہوتی ہے اسکو بے دلیل کوئی مانا نہیں کرتا مان اگر دلیل معقول دیکھتے ہیں تو اہل عقل طعن لیتے ہیں پر جوابات بے دلیل عقل غالب کے نزدیک مسلم ہوتے ہیں جیسے دو دو دے چار اسکو خلاف پر سو دلیلین بھی ہوتے ہیں تو اوپر و زمین ہو سکتی ایسی موقع میں یوں کہا کرتے ہیں کہ ہمارے عقل کا قصور ہے ہونہو کچھ ان دلیلوں میں فتور ہے اور یہ بات حقیقت میں معقول ہے مثل مشہور ہے ع شہید کہو بود ماتند ویدہ۔ ظاہر ہے کہ دھوان دیکھنا کر دیوار کے پیچھے سے جواگ کا علم ہوتا ہے تو انگوٹھوں سے تو دھوان ہی دیکھتے ہیں پر دھوان یوں کہتا ہے کہ دیوار کے پیچھے آگ بھی ہے سو دھوان میں کی زبان سے آگ کا سننا انگوٹھوں سے دیکھنے کے ہم پہ نہیں ہو سکتا سو جہاں ایک طرف تو دلیل ایک بات کی خبر دی اور ایک طرف عقل کو بے دلیل اس کے خلاف نظر آوے تو اہل عقل پر گزیر پھلی بات کو تسلیم

نہ یوں مانگا۔ سو کوئی بہت ہیگاتو یوں کیگا کہ حضرت عیسیٰ نے اس کے کتاب اللہ ثابت کرنے کے لئے ہزاروں کرشمی دکھلائے سو یہ بات اس کے نزدیک ثابت بھی ہو تو یہ معنی ہونگے کہ عیسیٰ کا دعویٰ کرنے کے شمول کا دکھلانا تو یوں کہتا ہے کہ انجیل کتاب اللہ ہے اور انجیل یوں کہتی ہے کہ میں ایک ہے اور ایک تین ہے غرض عقل کے نزدیک تین کا ایک اور ایک کا تین ہونا تو دو واسطوں سے ثابت ہوا اور ایک کے تین ہونے اور تین کے ایک ہونے کو بے واسطے محال جانتی ہے اور میں کہہ ہی چکا ہوں کہ شنیدہ کہ بود ماتہ ویدہ۔

مہذبہ میں کیونکر یقین ہو کہ انجیل میں اب یہ بات لکھی جاتی ہے یہ وہ ہی انجیل ہے کہ جسے کلام خدا ہونے پر حضرت عیسیٰ نے کرشمہ دکھلائے تھے یا اوسکی بعینہ نقل ہے اُن لکھی باتوں کی یقین کر نیکی بجز اس کے کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی کہ یا عقل تسلیم کرے یا تجربہ پونچے سو عقل کا تسلیم کرنا تو معلوم ہو چکا باقی یہی خبر صحیح اوسکی یہ صورت ہے کہ اس کثرت سے اوسکو بیان کرنے والے ہوں کہ عقل کو ادون بکا جو ہٹا ہونا باور نہ ہو جیسے کلکتہ ولی کا ہونا کسی کے عقل کو یہ احتمال نہیں ہو سکتا کہ ولی یا کلکتہ کوئی چیز نہیں یہ خبر یوں ہو غلط اور ادوی ہوگی سو یہاں اتنا ہونا تو معلوم ایک ہی یوں نہیں کہتا کہ یہ وہ وہی انجیل ہے یا اوسکی بعینہ نقل ہے بلکہ نصاریٰ ہے کے اقرار سے یوں ثابت ہوتا ہے کہ اصل انجیل سریانی یا عبرانی زبان میں تھی اب انگریزی عربی فارسی اردو میں جو کچھ ہے اوسکو ترجمہ میں اور اصل کا کہیں پتہ

نہ یوں گئے مثلاً ایک شخص تو طلوع یا غروب کی وقت کسی بندہ پر یا سید انمیں کھڑا ہوا قیام کو زمین سے اونچا دیکھتا ہو اور ایک شخص انکھوں سے تو نہ دیکھو پھر ہی گتے کو حساب سے یوں کہو کہ اقبال طلوع نہیں ہوا یا غروب ہو گیا تو اوسکا دعویٰ تو اوس اول شخص کے پیش نہیں جانے کا یوں کہنے کی گہری گہری ہوئی ہے اب ذرا کان دہر کر سنے کہ ایسا جیسے اس بات کے قائل ہیں کہ عالم کے خدا حقیقت میں تین ہیں ویسوی اس بات کے بھی قائل ہیں کہ وہ تینوں حقیقت میں ایک ہی ہیں اور اس بات کے اثبات کے لئے سو اسکو کہ انجیل میں ہے یا ہم اپنے باپ و ادون سے سستے چلے آتے ہیں کوئی دلیل بیان نہیں کرتے اور ادھر عقل کے نزدیک تین کا حقیقہ ایک ہونا اور ایک کا تین ہونا ایسا ظاہر البطلان ہے کہ جیسا دن کارات ہونا اور رات کا دن ہونا بلکہ اس سے بھی زیادہ حتیٰ کہ عقل کے نزدیک ظاہر ہونے میں کوئی بات اس سے زیادہ نہیں یہاں تک کہ دو کے ایک ہونے کے محال میں ہونے میں اور اس طرح چار پانچ چھ سات وغیرہ کے ایک ہونے کے باطل ہونے میں نصاریٰ ہی ساری جہان کے سربراہ میں پر تین کے ایک ہونے میں انجیل کے مقابلہ میں کیسی تو کیا اپنی عقل کی ہی نہیں ستواب میں پوچھا ہوں کہ انجیل کی باتوں پر توجہ کوئی یقین کریگا کہ اسے صحیفہ آسمانی اور خدا کی کتاب سمجھی اور انجیل یا کسی اور کتاب کا خدا کی کتاب ہونا بظاہر بعید ہے اور نیز سر کوئی کتاب تصنیف کر کے کہہ سکتا ہو کہ یہ کتاب آسمانی اور خدا کا کلام ہے جب تک کوئی سند

بسی نہیں ملتا اور یہ بات ظاہر ہے کہ ترجمہ کوئی ایک ہی کیا کرتا ہے گا وہ سچے سے اور لوگ نقل کریں تو ہو سکتا ہے کہ مترجم نے ویدہ و دھرم کسی غرض کے لئے کچھ بدل بدل دیا ہو یا اتفاق سے کچھ غلطی ہو گئی ہو اور اسکی جینہ نقل ہوتی ہی مع ہذا جو ترجمہ نہ کیے کچھ دیگر دوسرے کے مخالف ہے اور میں کچھ فارسی میں کچھ اور علی ہذا اقیاس حیا ج باوجود اسکو کہ مسلمانوں کی طرف تحریف کا الزام برابر سنبھالو آتے ہیں۔ بدل بدل سے نہیں ڈرتے تو جس زمانہ میں کسی کو اس بات کی خبر بھی نہ تھی اگر ایسا کیا ہو تو کیا بید ہے بلکہ خود پادریوں نے مسلمانوں کے مقابلہ میں اس بات کا اقرار کیا کہ مان ہمارے علمائے آئمہ سات جگہ ویدہ و دھرم بدلی دیا ہو اور شیخ چالیس ہزار ہار و نسخوں میں سہو کاتب میں اور با این ہمہ ان آئمہ سات جگہ کو معین کیا اب دیکھو کہ ان باتوں کے اقرار اور یہی دلائل سے یہ ثابت ہوا کہ یہ عقیدہ فقط اپنی مانی ہوئی انجیل کے بھروسے پر زمین جاتے ہیں اور سوچ سمجھ سے اسے کچھ علاوہ نہیں اور اختلاف کی صورت میں جو ایک جانب کی رہایت یا بنیادنی عقل پر نظر کرتے ہیں تو جب کرتے ہیں کہ طرفین عقل کی رو سے کچھ بیان کریں اور جب یوں ہی دیکھا و سنائی کے جائیں تو اس صورت میں ادنکا کچھ اعتبار ہوگا بیان وہ مشہور دانش فرنگ کے باعث دل میں آتا نہ ہوتا ہو گیا اور معلوم ہو اگر لہات کے انکار سے ادنی دانش کا انکار لازم نہیں آتا مان عقل اور ہر لگانا ثابت ہوتا ہے سو یہ بات ہے وہاں بات اور عقل کے اوپر نہ لگانے کی

۶

دلیل فقط یہ نہیں ہے کہ انجیل پر حوالہ کرتے ہیں اور عقل کا مذکور نہیں کرتے بلکہ ادنکو حال کے دیکھنے سے یوں نظر آتا ہے کہ ہر تن ساری کے ساری الا ماشاء اللہ دنیا کو طرف متوجہ ہیں انہوں دن کا رجا کا جانا دین کی باتوں میں لگنا جاتا ہو سو وہ بھی کسی کو نصیب نہ ہو سو جنکو دین کی طرف اس قدر بے توجہی ہو ادنی عقل کو لیکر کیا چاہیں اس سے معلوم ہوا کہ ادنکو دانش کا شہرہ ہی فقط اسی سبب سے ہے کہ ہر باتوں میں مشہور ہیں ادنکو طرف ادنی کمال و رجا کو توجہ ہو اور اگر اور دن کو اتنی توجہ اور کاموں میں ہو تو عجیب نہیں کہ اون سے زیادہ نہیں تو او تنے ہو جائیں چنانچہ جن علموں یا فنون میں ہندوستانی گنتے سے گھٹنا ملا کر ادنکو ساتھ محنت کرتے ہیں اون سے کچھ کم نہیں رہتے بلکہ بسا اوقات بڑھ جاتے ہیں الغرض دین کے حصہ کی توجہ بھی اس قوم کو دینا ہے کے طرف معلوم ہوتی ہو چنانچہ ظاہر ہے پر انصاف کی حاجت ہو پھر کوئی نکر اور دن سے دانش دنیا میں تفوق نہ لیجائیں سو اس قیاس پر یوں معلوم ہوتا ہے کہ جنہیں دین کے طرف زیادہ توجہ ہوگی اور نہین دین کی عقل میں نسبت اور انما جنس کے تفوق ہوگا اب بات دور جا پڑی کہنا تھا کچھ کہنے لگا کچھ خدا نے چاہا تو کسی اور موقع میں اس بات کو بورا کر دینا اب اس جہکڑے کو بیان ہی چھوڑ کر پھر اس مطلب کے وسیع پرتیا ہوں کہ جس کا بیان کرتا تھا جناب من ہم اگر انفرانیوں کے خاطر سے شرما کر اس موقع میں بہت گفتگو نہ کریں اور بظاہر یوں ہی کہیں کہ یہ قاعدہ یہاں

اس طور سے نہیں چلتا پر قطع نظر اور دلیلوں کے جوہریت
 کے اثبات میں کافی میں ہی قاعدہ اور طرح سے بیان
 جاری ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک کے میں اور میں کو ایک
 ہو نہیں نصاریٰ ایک طرف میں اور سارا جہان ایک طرف بلکہ
 نصاریٰ ہی غور سے دیکھ تو عقل کی رو سے سب کے تمام
 ہیں تو موافق قاعدہ مذکورہ کے اور نکات قول غلط ہو گا اور
 جب یہ قول غلط ہو تو میں خداؤں کا ہونا جو سب قول کا
 نصف ہے قول بے قائل بن گیا اور اگر سلنا کہ نصاریٰ کا
 عقیدہ صحیح ہے تو تو موافق مثل مشہورہ دروغ گو را حلقہ
 نباشد وہ آپ ایک ہو نیکی قائل ہو گے اور اپنی خلافی مری
 اس ایک قاعدہ کو ثابت کر گئے اس تقریر سے نصاریٰ کا قول
 غلط ہوا پر میں جانب افسد غیب سے ایک اور بڑی بات حل
 ہو گئی کہ تفصیل و سکی یہ ہے کہ یہ تو قلم سوچا کہ عقل کے نزدیک
 جو اعتبار اس بات کا ہوتا ہے جو بیواسطہ اس کے نزدیک
 مسلم ہوتی ہے اور سکا نہیں ہوتا کہ جو بواسطہ کسی ضعیف یا
 قوی دلیل کے ہو سوسب اس کے جیسے ایک کا میں ہوتا اور
 تین کا ایک ہونا غلط ہے ایسی ہی خدا کا بشر کی قسم سے ہونا
 محال اور غلط ہے کیونکہ یہ بات تو عقل کے نزدیک بیواسطہ اور
 بدلیل ہے کہ خالق کسی بات کا محتاج نہ ہو اور شر کو احتیاج
 لازم ہے وہ بھی یہاں تک کہ ہو کہ پیاس گوہ موت صحت
 مرض وغیرہ لک کا اوپر زور چلتا ہے پھر معلوم نہیں کہ کلام
 اور گیناجی اور حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر کہ خدا یا خدا کا بیٹا
 کیونکہ سچہ لیتے میں اس صورت میں خداؤں کے متعدد ہونا

اگر کہ میں سے جہونا چاہتا بھی تو تو یہ صاحب ہرگز خدا نہیں
 ہو سکتا اب باقی رہے وہ لوگ کہ خالق خیر اور نیکی اور بر
 اور خالق شر اور بد اور باندہ کو اپنا اعمال اختیار یہ کا خالق
 جانتی میں اور غیر نصاریٰ کا مثل عشرہ وغیرہ کے خدا کو خالق
 سمجھتی میں ہوا میں میں اخیر لوگ بھی ایک طرح سے ایک ہو نیکی
 قائل ہوئے کیونکہ اول تو وہ اپنے آپ کو بڑے موجد و مین
 گئے ہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی توحید ہی کو اصل
 سمجھتی میں اور دوسرے اور نکی اس بات سے ان کے ذمہ توحید
 لازم آتی ہے کیونکہ بندہ تو مخلوق خدا ہوا اور وہ ایک ہے اور
 اس کو اعمال مخلوق ہوئے اور وہ لاکھوں کروڑوں ایک
 ایک آدمی مجزے شام تک ہزاروں کام کرتا ہے اور ساری عمر
 کا تو کچھ نہ کانا ہی نہیں اور اس مذہب والے جنات اور فرشتوں
 کے بھی قائل میں اور وہ جاندار اور صاحب اختیار ہیں اور
 فرشتہ ہی فقط اور نکی نزدیک اس کثرت سے ہیں کہ وہ کوئی
 قسم کی چیز ان کے برابر نہیں ہو سکتی سب ملگو تو اور بھی زیادہ
 ہونگو تو اس صورت میں بندہ کی مخلوقات خدا کی مخلوقات
 سے بڑھ گئی اور یہ بات خدا کی عظمت اور قوت اور بندہ کی پستی
 اور ناچاری بھی سب کے نزدیک خصوصاً اس مذہب والوں
 کے نزدیک مسلم الثبوت بلکہ لا تقفون کے اسید رجہ کی ہے
 اور اس جگہ شاید کسی کو کلام ہو اس لئے میری یہی جہین آتا ہے کہ
 اس کو مفصل لکھوں مگر اس اندیشہ سے کہ بات کہیں کی کہیں
 جا پڑی اور مطلب رہی گا فقط اشارہ کافی سچہ والوں
 کے لئے کہ جاتا ہوں کہ دو دینی چار عقل کے نزدیک

یقینی ہے تو اسکی بھی منی میں کہ جب غافل و مکی منی اور
چار کے منی اور دو کے دو نے ہوئے منی خوب سمجھ لگتا تو
پھر نہیں ہو سکتا کہ دو دو نے پانچ یا دو دو نے تین مثلاً
گنے گنے گانے اگر دو کے منی تین اور دوئی کی منی کن
سمجھ لے تو پھر وہ قیامت تک دو دوئی چار لکھ لگا بلکہ دو دوئی
تین ہے کہ بجایگا اس طرح جو خدا کی منی اور عظمت اور قدرت
کے منے خوب طرح سمجھ لگتا تو پھر اس سے نہیں ہو سکتا کہ خدا
کو عظیم نہ ہو یا قدیر نہ ہو اور اسی طرح جب بندہ اور عجز کے منی
سمجھ لگتا تو پھر اسکو قدیر و عظیم نہ لگتا اور اسپر بھی وہی اپنی عمر
کی ایک ٹانگ گائے جائے اس سے کلام نہیں۔ تیسری
بیگم یہ سب جلتے ہیں کہ اگر افعال اختیار یہ انسان کے اختیار
میں من تو اختیار انسان کے اختیار میں نہیں کیونکہ یہ تو
کوئی قتل نہیں جو اسے ہی اختیار ہی کہیں بلکہ جیسے آدمی ہوتا
اور اندام پیداشی ہونا یا انکھیاں ہونا یا گونگا بھر پیداشی ہونا
یا خلاف اس کے اختیار میں نہیں خدا نے جیسا بنا دیا بن گیا
اختیار یہی خدا نے پیدا کیا ہے قطع نظر اس کے ظاہر ہوئے کیا
تو جہان کے ساتھ میں جب یہ لطف با اور کچھ تھا تو نہ جان
تھی نہ اختیار تھا جب خدا نے جان عطا کی اختیار یہی عطا کیا
بہر حال اختیار خدا کا پیدا کیا ہوا ہے۔

حضرت من اگر دو یا کئی صانع ہوں گی تو لازم آئے گا کہ یہ عالم
بالکل نیست و نابود ہوتا کیونکہ یہ تو ہم یقیناً جانتے ہیں کہ
جو خدا ہو گا اس میں کوئی طرح کی کمی نہ ہوگی اگر کسی کو گی تو
ہم میں اور اس میں کیا فرق رہا ہم ہی تو بندہ اسی سب سے

ہیں کہ ہم میں طرح طرح کے نقصان ہیں اور ہمیں نقصان ہوتا
ہے وہ آپ سے موجود نہیں ہو سکتا اور نہ اسے وجود کا اختیار
ہوتا تو اپنے لئے سارے خوب بیان موجود کر لیتا جسے کسی چیز کا
اختیار ہوتا ہے وہ اپنے لئے کبھی کرتا ہے جب یہ بات قدر
پائی تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آدمی مخلوقات ایک کے ہوں
اور آدمی ایک کے ہوں نہیں تو ہر خدا میں آہوں آدمی کی
خدا کی کمی اور کسی کو گی بلکہ ہر خدا ساری ساری خدا کی کا
مالک ہو گا اس صورت میں جیسا وہ کامل ہو گا دوسری
پر بھی اسکی تاثیر کامل ہے پر یہی اس واسطے کہ موجودات اور
خالق کی ایسی مثال ہے جیسے آفتاب یا چاند وغیرہ اور زمین
آسمان وغیرہ کی آفتاب سے آفتاب کی طرح کا اور چاند سے
چاند کی طرح کا نور پھلتا ہے اور ہر ایک کو جب جو صمد نور
کر دیتا ہے اور چیریں تو فقط نظر آنے لگتے ہیں پر آئینہ کا اتنا
ہی نور ہے کچھ اور حال ہو جاتا ہے خود بھی نور ہوتا ہے اور
اور دیکھو بھی نور کر دیتا ہے الغرض چاند سورج میں جتنا نور
ہے اتنا ہی اونکی شعاعوں میں اور اور چیزوں کے نور
ہو نہیں فرق ہے پس جب خدا کا وجود بڑا ہی کامل ہوا تو
تہوڑا بہت کامل کامل ہے مخلوقات میں وہ وجود سرائیت
کر لگا اب اگر ایسی ویسا کو خدا ہونگو اور مخلوقات مشرک
ہوگی تو ہر طرف سے کامل ہے کامل وجود ہر مخلوق کے اندازہ
اور حوصلہ کے موافق آئے گا زمین گزیر یا پشت میں -
بانت ہر اور ہم دیکھتے ہیں کہ ایک سانچہ میں دو چیزیں اور
ایک سیر ہر کے برتن میں دو سیر تاج اور ایک جو تے

مین ویسویس دو قدم اور ایک انگ کہ مین اوسکو موافق
 دو بدن اور ایک نیام مین اوسی مقدار کی دو تلواریں اور
 ایک مکان مین اوسی کی گنجائش کے موافق دو چند بابا
 نہیں سماتا اور جو دنیا کی دنیا سے ایک مین دو کو تو نے لگے
 مین تو وہ سانچو اور وہ برتن وغیرہ ٹوٹ پھوٹ کر برابر
 ہو جائے مین سو اگر دو دونوں خداؤں کے طرف پورا پورا
 وجود ایک مخلوق مین سامنے لگے تو بیشک وہ مخلوق مست
 ہو جائیگی مان اگر خدا تعالیٰ کے وجود کا کمال ثابت ہوتا
 بلکہ احتمال نقصان کا ہوتا تو یوں بھی کہہ سکتے کہ جیسے دو
 چراغوں کا نور ملکر کامل نور ہو جاتا ہے ایسے ہی دو خدا
 کے وجود کا پرتو ملکر کمال کو پہنچ جاتا ہے مگر چونکہ اوس
 کمال ثابت ہو چکا ہے تو اب بجز معدوم ہوجانے کے چنانچہ
 مرقوم ہوا اور کچھ تہجد و خدا کو وجود کے پر تو می کے ملنے
 سے حاصل ہو گا ان دو وجودوں سے تو وہ ایک ہی
 پہلا جس سے بچا تو ہے مہذا ہم پوچھتے ہیں کہ وہ دو وجود
 جو خدا کے طرف سے مخلوق کو طے مین اگر ایک ہی خدا
 کے خزانہ مین ہوتے تو بیشک دو نو ملکر ایک سے بڑھ جائے
 پس اس صورت مین ہر خدا مین اوسوں آوہ کا نقصان کلام
 سو ہمارا یہ خداؤں کو جن مین نقصان اور کمی ہو سلام
 ہے ہم اوسے ہی خدا جانتے ہیں جو بے عیب اور بے نقصان
 ہے اور اوسی سے وجود کون و مکان ہے سب چیزیں اوسکو
 سہارا اور سہرہ سے پر قائم مین وہ کسی کے سہارے کا
 محتاج نہیں وہ سبکی اصل ہے اور سب اوسکو فرعون اور

۹ کیونکہ ہر سب کا رخا نہ کو دیکھنے ایک اصل پر قرار ہے نور آفتاب
 کو دیکھنے تو ہزاروں مکانوں اور ہزاروں روشندانوں
 مین جدا جدا جلوہ دکھا رہا ہے ہر ایک آفتاب کے ساتھ رابطہ
 جو اوس سے ٹوٹ کر بگاڑے تو ایک کا ہی تہ نہ ہے عدد کے
 سلسلہ کو نظر کیجئے تو اول سے الی غیر انتہایت پہلا ہوا ہے کہ مین
 دو مین کہ مین تین کہ مین چار کہ مین پانچ کہ مین دس کہ مین بیس
 کہ مین سو کہ مین ہزار علی ہذا القیاس اور اسپر کہ مین جدر کہ مین
 مجد کہ مین حاصل ضرب کہ مین مضروب کہ مین مضروب فیہ
 کہ مین حاصل قسمت کہ مین مقسوم کہ مین مقسوم علیہ وغیرہ سبکی
 اصل ہی ایک ہے اگر ایک نہ تو سب شیطان کی سی انٹری
 سلسلے اعداد کے نیست و نابود ہو جاوین مروجوں اور بلبلوں
 کے کارخانہ کو دیکھئے تو سب کی اصل وہی ایک پانی ہے شاخوں
 کو دیکھئے تو سب کی اصل جڑ ہے آدمی وغیرہ کو دیکھئے تو سب
 ایک اصل مین جسے انسانیت وغیرہ کہئے مشترک ہیں اسطرح
 جس طرف نظر پڑتی ہے کوئی ایسا کارخانہ دیکھا نہیں جاتا
 کہ جس کا کوئی سر مشا نہیں پیرا وں سر مشا وں کو دیکھئے تو
 اوس کا کوئی اور سر مشا ہے۔

اگر فرض کریں کہ آسمان پر کئی آفتاب ہوں تو جیسے بہت سے
 ستاروں کا نور ملکر رات کو یکساں نظر آتا ہے ایسے ہی اوں
 آفتابوں کا نور بھی مل کر یکساں نظر آئے تو اگر اسطرح
 کے صانع بھی ہوں اوسکے وجود کا پرتو وہ ملکر یکساں
 نظر آتا ہو تو کیا بید ہے۔ سو اس شہرہ کا جواب دل تو
 یہ ہے کہ ابتدا مین اس تقریر کے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہر